خلافت لائبریری ربوہ

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

سوموار | 29-دسمبر 1997ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61

جلد 47-82 نمبر 290 | سوموار 28 شعبان 1418ھ 29 فتح 1376ھش 29 دسمبر 1997ء

وہ انسان بد بخت ہے جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
موت کیا دور ہے؟ جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے اگر وہ زندگی پالے تو دو چار برس اور پالے گا یا زیادہ سے زیادہ دس برس۔ اور آخر مرنا ہو گا۔ موت ایک یقینی شئے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں۔ مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بد بخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کوچ کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 427)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

سب سے اول تو ضروری یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین پیدا ہو۔ اس کے بعد روح میں خود ایک جذب پیدا ہو جاتا ہے۔ جو خود بخود اللہ تعالیٰ کی طرف کھچی چلی آتی ہے۔ جس جس قدر معرفت اور بصیرت بڑھے گی۔ اسی قدر لذت اور سرور بڑھتا جائے گا۔ معرفت کے بغیر تو کبھی لذت پیدا نہیں ہو سکتی۔ ذوق شوق کا اصل مبداء تو معرفت ہی ہے۔

معرفت ہی ایک شے ہے جس سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ معرفت اور محبت کے اجتماع سے جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے وہ سرور ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ کسی خوبصورتی کا محض دیکھ لینا ہی تو محبت پیدا نہیں کر سکتا' جب تک اس کے متعلق معرفت نہ ہو۔ یقیناً سمجھو کہ محبت بدوں معرفت کے محال ہے۔ جو محبوب ہے اس کی معرفت کے بغیر محبت کیا؟ یہ ایک خیالی بات ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو ایک عاجز انسان کو خدا سمجھ لیتے ہیں۔ بھلا وہ خدا میں کیا لذت پا سکتے ہیں۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 460)

اللہ کا ذکر نہ کرنے والوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

وہ دل جو خدا کا ذکر سنتے ہیں اور نرم پڑنے کی بجائے سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ طبیعت ان کی گھبراتی ہے۔ کہتے ہیں کیا بات لے بیٹھے ہیں۔ چھوڑو کوئی اور بات کرو۔ خدا کی باتیں بھی اس زمانے میں بھلا چل سکتی ہیں۔ کوئی دلچسپی کی بات کرو۔ کوئی نشے کی بات کرو' کچھ کھیلنے کودنے کی بات کرو' کچھ نمائشوں کی قصے چلیں۔ دنیا کی لذتوں کی باتیں ہوں تو بات بھی بنے' یہ خدا کی باتیں تم کیا لے بیٹھے ہو۔ ایسے لوگ ہیں جو جب یہ ذکر سنتے ہیں ذکر الٰہی کا' تو ان کے دل سخت ہوتے چلے جاتے ہیں پتھر بنتے جاتے ہیں اور ایک وہ ہیں (-) کہ وہ بد نصیب ایسے پتھر ہیں کہ اللہ کے ذکر کی ان میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہی۔ وہ ذکر کرنے سے عاری لوگ ہیں۔ ایک سنتے ہیں اور بدکتے ہیں اور مزید سخت ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو سخت ہو چکے ہیں اور ذکر اللہ کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں ہے۔ ان دونوں معنوں میں آیت ایسے لوگوں پر لعنت بھیج رہی ہے اور ان کی ہلاکت کی خبر دے رہی ہے (-) یہی لوگ ہیں جو کھلی کھلی گمراہی میں ہیں۔

اب یاد رکھیں کہ جو لوگ ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں ان کی یہی منزل ہے جو بیان کی گئی ہے کوئی شخص جو ذکر الٰہی کی راہ میں آگے نہیں بڑھ رہا وہ اپنے مقام پر کھڑا نہیں رہا کرتا۔ وہ رفتہ رفتہ ان لوگوں میں شامل ہو رہا ہوتا ہے جن کے دل خدا کے لئے سخت ہو چکے ہیں۔ اور ایسا شخص جو ذکر الٰہی میں لذت نہیں پاتا اس کے دل کو کوئی اور چیز سنبھال نہیں سکتی کیونکہ وہ لذت کے بغیر اپنے دل کو چھوڑ نہیں سکتا اس لئے خدا کی بجائے دنیا کی لذتیں دن بدن' رفتہ رفتہ اس کے دل پر قابض ہوتی چلی جاتی ہیں۔ پس یہ بہت ہی خطرناک مقام ہے۔ سمجھنا چاہئے بیچ کی کوئی راہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر الٰہی نہ بھی کرو تو گذارہ ہو جائے گا' کم سے کم ہم سخت دل تو نہیں ہیں۔ فرمایا یہ ذکر کرنے والے ہیں یا سخت دل ہیں بیچ میں تو کوئی وجود ہی اور نہیں ہے۔ جو ذکر نہیں کرے گا اس نے لازماً سخت دل ہو جانا ہے۔ پس اس کے خلاف تنبیہ کی گئی ہے۔

(از خطبہ یکم اپریل 1994ء)

○○○

ضرورت انسپکٹران

○ تحریک جدید کے شعبہ مال کے لئے چند انسپکٹران کی فوری ضرورت ہے۔ خدمت دین کا شوق رکھنے والے۔ دینی معلومات کے ساتھ تقریر کرنے کی صلاحیت رکھنے والے مخلص اپنی جماعت کے امیر / صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ اپنی درخواستیں وکالت دیوان تحریک جدید کو بھجوا دیں۔ انسپکٹر کے لئے کم از کم قابلیت میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ (مطلوبہ درخواستیں 31- دسمبر 97ء تک مل جانی چاہئیں)

(وکیل الدیوان تحریک جدید)

درس کلام الٰہی

○ احمدیہ ٹیلی ویژن سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا درس کلام الٰہی 31- دسمبر 1997ء سے (جمعہ کے علاوہ) روزانہ ساڑھے چار بجے سے 6 بجے شام تک نشر ہوا کرے گا۔ احباب استفادہ فرمائیں۔

(نظارت اشاعت۔ شعبہ سمعی وبصری)

تقریب شادی

○ خدا تعالیٰ کے فضل سے مورخہ 8-12-97 کو مکرم وسیم احمد صاحب امتیاز مربی سلسلہ ابن مکرم امتیاز احمد طاہر صاحب محلہ دارالعلوم غربی حلقہ ثناء ربوہ کی شادی بہمراہ مکرمہ عادلہ قدسیہ صاحبہ بنت مکرم سید عبدالرحمٰن صاحب محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ انجام پائی۔ تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر محترم مولانا نسیم سیفی صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ نے دعا کروائی۔ آپ کا نکاح مورخہ 6-5-97 کو محترم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے تیس ہزار روپے حق مہر پر پڑھا تھا۔

مورخہ 7-12-97 کو مکرم زاہد اقبال صاحب ابن مکرم امتیاز احمد صاحب طاہر کی شادی محترمہ کاشفہ ریاض صاحبہ ولد مکرم ریاض احمد صاحب محلہ دارالعلوم جنوبی ربوہ کے ساتھ انجام پائی۔ تقریب رخصتانہ کے موقعہ پر محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت نے دعا کروائی۔ ان کا نکاح مورخہ 10-8-97 کو 3500 کینیڈین ڈالر حق مہر پر محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے پڑھا تھا۔
احباب جماعت سے ہر دو رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مورخہ 13-12-97 کو مکرم انور بشیر گھمن صاحب موسے والا (سیالکوٹ حال کینیڈا) کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بیٹے کا نام غلام احمد بشیر تجویز ہوا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری بشیر احمد گھمن صاحب نائب امیر حلقہ ڈسکہ کا پوتا اور چوہدری محمد اسلم باجوہ امیر حلقہ جنوبی سرگودھا کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت والی لمبی زندگی دے اور خادم دین بنائے۔

ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق وصفا سے اس کے ہو گئے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

29 فتح 1376 ھش 29 دسمبر 1997ء

ہمارے جذبات اور ہمارے اعمال

انسان کے اعمال اس کے دو قسم کے جذبات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا جذبات اچھے ہوں گے تو اعمال بھی اچھے ہوں گے یا جذبات برے ہوں گے تو اعمال بھی برے ہوں گے۔ جب انسان اچھے جذبات کی بنا پر نیک اعمال بجالاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں سکونت کرتا ہے۔ اور کہ اس سے خدا تعالیٰ کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جب انسان برے جذبات کے ماتحت برے اعمال بجالاتا ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس میں شیطان سکونت کرتا ہے۔ اور شیطانی اثرات اس سے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً ایک شخص اخلاق فاضلہ سے کام لیتا ہے' صبر کرنے کا عادی ہے' فنافی اللہ ہے' اخلاق کا مظاہرہ کرتا ہے اور اس کے اندر ایمان نظر آتا ہے اور لوگوں کی بہبود کے کام کرتا ہے اور اسی طرح کی بہت سی اور باتیں گنوائی جا سکتی ہیں تو یہ اس کے اچھے جذبات کا نتیجہ ہے اور ان اعمال کے بجالاتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے آثار اس میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ چونکہ وہ اچھے ہی اچھے کام کرتا ہے اس لئے اس کا ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کی نمائندگی کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹ بولتا ہے' ظلم کرتا ہے' بلاوجہ جذبات سے کام لیتا ہے' ایسے جذبات جو ناپسندیدہ ہوں' خون کرتا ہے' طول امل اس کی عادت ہے۔ ریاء اور تکبر سے کام لیتا ہے' تو یہ ساری باتیں اس کے برے جذبات کا نتیجہ ہیں اور ساری باتوں کا کروانے والا یا ساری باتوں کی طرف دعوت دینے والا شیطان ہے۔

پس ان دونوں باتوں کا آپس میں موازنہ کیجئے اور یہ دیکھئے کہ آپ سے کس قسم کے اعمال سرزد ہوتے ہیں آپ کے جذبات کیا ہیں اور ان کے ساتھ متعلق اعمال کی کیا کیفیت ہے۔ اور ہمیں کوشش یہ کرنی چاہئے کہ ہم ایسے اعمال سرانجام دیں جن سے وہ بات ظاہر ہو کہ ہم میں خدا تعالیٰ کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اسی کا نام خدا تعالیٰ کی محبت بھی رکھا جاسکتا ہے۔ جب ہم ایسے اعمال بجالائیں گے جن سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے تو یقیناً وہ ہم سے محبت کرے گا۔ اور جوں جوں اس کی محبت ہم سے بڑھتی چلی جائے گی۔ ہمارے اعمال بھی زیادہ سے زیادہ پاکیزہ ہوتے چلے جائیں گے۔ ان دو قسم کے اعمال کا آپس میں موازنہ کرتے ہوئے آیئے ہم ہمیشہ کوشش کریں کہ ہمارے جذبات بھی اچھے رہیں اور ان کی بنیاد پر ہمارے اعمال بھی اچھے ہوں۔ لیکن ایسا کر ہم صرف اس وقت سکتے ہیں جب خدا تعالیٰ کی مدد ہمیں حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی فطرت کو نیک بناتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی انسان میں سعادت کا مادہ رکھتا ہے۔

پس آیئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں نیک فطرت عطا کرے اور ہمیں سعادت کے مادہ سے نوازے جس کے نتیجہ میں ہم سے اچھے ہی اعمال سرزد ہوں۔

کیا ہو گئے زمانے کے اطوار دیکھنا
کن راستوں پہ کھنچ گئی دیوار دیکھنا
جو بات مانتے تھے بڑے ذوق شوق سے
ہونٹوں پہ ان کے آیا ہے انکار دیکھنا
ان کی زبان ہو گئی پہلے سے تیز تر
ہم پر لگی ہے بندشِ اظہار دیکھنا

ابوالاقبال

قرارداد تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

(منجانب جماعت احمدیہ برطانیہ)

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ کے لئے یہ خبر بہت افسوس اور رنج کا موجب ہوئی کہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب صدر و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان اور امیر مقامی ربوہ مورخہ 10۔ دسمبر 1997ء کو قریباً 87 سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

محترم صاحبزادہ صاحب حضرت بانی سلسلہ کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ کی وفات کے تین سال بعد 17۔ مارچ 1911ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ اس لحاظ سے آپ کو حضرت بانی سلسلہ سے بہت قریب کا زمانہ میسر آیا۔ یہ زمانہ یا اس کے زمانے کا قرب خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی لمبی زندگی' بھرپور خدمات اور انجام بخیر بتاتا ہے کہ وہ ان سعادتوں سے فیضیاب ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت امام جماعت الرابع نے خطبہ فرمودہ 12۔ دسمبر 1997ء میں آپ کا بہت ہی محبت بھرا ذکر خیر فرمایا اور انہیں حضرت بانی سلسلہ کا روحانی فرزند قرار دیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ وہ ایسے وجود تھے جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ کو ملنے والی خدائی خبروں سے بھی حصہ پایا۔ اگرچہ بظاہر وہ خبریں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے نام سے متعلق تھیں لیکن وقت نے بتایا کہ ان خبروں کی برکات سے حصہ پانے والا وجود جس پر ان خبروں کا اطلاق بہت خوبصورتی سے ہوتا ہے وہ ان کے بیٹے صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب تھے۔ مثلاً حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے بارے میں 1907ء کی خبر کہ اللہ نے اسے خلاف توقع لمبی عمر دی اور اللہ نے صاحب امر بنایا۔ آپ کے حالات زندگی ثابت کرتے ہیں کہ لمبی عمر پانے اور صاحب امر بنائے جانے کی خصوصیات مکرم صاحبزادہ صاحب موصوف میں بہت نمایاں طور پر پوری ہوئیں۔ انہوں نے مختلف عوارض اور خصوصاً دل کی مرض کے باوجود خلاف توقع لمبی عمر پائی۔ اور 45 بار صاحب امر بنے یعنی امیر مقامی کی اہم ذمہ داری آپ کے سپرد ہوئی۔

محترم صاحبزادہ صاحب بے لوث اور ہمدرد انسان تھے۔ دوسروں کی خبرگیری کرنے والے' ان کے لئے درد رکھنے والے اور اپنی ذات کے لئے بے فکر وجود تھے۔ ان کی سادگی اور مزاج کا دھیما پن ان کی زندگی کا شعار بن چکا تھا۔ صاحب امر کی حیثیت سے ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آپ ایک نڈر اور بہادر انسان تھے۔ امامت پر جان چھڑکتے تھے اور کوئی ناشائستہ بات نظام امامت کے بارے میں ان کی برداشت سے باہر ہوتی تھی۔ امامت کی تائید میں وہ ایک سونتی ہوئی تلوار تھے۔ امامت کی بے حد فرمانبرداری' جان نثاری اور پاسبانی میں ایک روشن مثال تھے۔

آپ نے جملہ مفوضہ ذمہ داریوں کو نہایت کامیابی سے امامت کے منشاء کے عین مطابق سر انجام دیا۔ زبردست منتظم تھے۔ ان کے بے شمار اوصاف عالیہ میں عاجزی اور انکساری کو ایک نمایاں مقام حاصل تھا۔

لاریب ایک پاک اور سرتاپا جان نثار احمدیت وجود ہم سے رخصت ہوا۔ ان کی خدمات کے حوالہ سے ان کی یاد ہمیشہ زندہ رہے گی۔ جماعت احمدیہ برطانیہ اس عظیم سانحہ پر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع اور صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی بیگم صاحبہ' صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (جن کے سپرد اب امارت مقامی اور نظارت علیاء کی ذمہ داری ہوئی ہے) اور دیگر بہن بھائیوں' نیز تمام افراد خاندان حضرت بانی سلسلہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ اس قرارداد کے ذریعہ جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کے ساتھ بھی اور خاص طور پر اہالیان ربوہ کی خدمت میں بھی اپنی ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

ہم ہیں ممبران جماعت احمدیہ برطانیہ
افتخار احمد ایاز
امیر جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ

ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے

ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے کسی نبی یا رسول کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے طاقت دے سکے اور یہی طاقت جب خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے تو اس میں تبدیلی ہوتی ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ دعا سے کام لیا جاوے۔ اور (عبادت) ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجالانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔ پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت تک شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

(کلام الٰہی) میں حسن معاشرت کے تمام بنیادی اصول بیان فرما دیئے گئے ہیں۔ اور ان تمام باتوں سے روکا گیا ہے جن سے انسانی معاشرہ کسی نہ کسی رنگ میں بیمار پڑ جاتا ہے اور خوشی کی بجائے دکھوں اور تکلیفوں کا موجب بن جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ معاشرت کی بنیاد ہی اس تصور پر ہے کہ اکیلا انسان جس ایک بھلائی کو نہیں پا سکتا اجتماعی کوشش سے وہ بھلائی اس کو نصیب ہو جائے۔ ورنہ فی الحقیقت انسان تو ایک خود غرض جانور ہے۔ اگر اکیلا رہ کر اس کا بس چل سکتا کہ سب خیر اس کو حاصل ہو جائے تو وہ کسی دوسرے کی خاطر کسی تکلیف کو بھی برداشت نہ کرتا اور اپنے آرام میں کسی دوسری چیز کو مخل نہ ہونے دیتا۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے ایک فرد کو دوسرے فرد پر انحصار کرنے والا بنایا ہے (خدا کے سوا کوئی نہیں جو کسی دوسرے کی احتیاج سے بالا ہو) اس لئے ایک انسان کو دوسرے انسان کی احتیاج رہتی ہے۔ لیکن اس احتیاج کی بنیاد خیر پر واقع ہوئی ہے۔ اس کا مقصود یہ ہے کہ خیر بڑھے نہ یہ کہ تکلیف بڑھے۔ پس معاشرہ میں جب بھی کوئی ایسا عمل جاری ہو یا کوئی ایسا فعل انسان سے سرزد ہو جس کے نتیجہ میں دکھ پیدا ہوتا ہے تو یہ معاشرت کے اصول کے بالکل برعکس چیز ہے۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ آج کی دنیا میں معاشرہ بالعموم بدیاں پھیلانے کا موجب بن چکا ہے اور خیر کے حصول کا ذریعہ کم رہ گیا ہے۔ (کلام الٰہی) چونکہ بنیادی اصولوں سے تعلق رکھتا ہے اور ہر زمانے پر حاوی ہے اس لئے (کلام الٰہی) نے حسن معاشرت کے اصول بیان فرمائے اور ان چیزوں سے رکنے کی تاکید فرمائی جن کے نتیجہ میں معاشرہ خراب ہو سکتا ہے۔

پہلی بات معاشرہ کی تباہی کا موجب تمسخر بیان فرمائی گئی چنانچہ فرمایا (۔) دیکھو ایک قوم دوسری قوم پر بڑائی محسوس کر کے اس رنگ میں اس کی تحقیر نہ کرے' اس رنگ میں اس پر نہ ہنسے گویا وہ اس سے ادنیٰ ہے۔ بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی بات ہے لیکن آج کی دنیا میں بالعموم اور مغرب کی دنیا میں بالخصوص اس (۔) کا یہ ٹکڑا بڑی شدت کے ساتھ عملاً اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ (۔) ایک قوم کو خیال ہے کہ وہ دوسری قوم سے بہتر ہے۔ اسرائیل کے قیام کا تصور بھی اسی غلط خیال کا نتیجہ ہے۔ اسرائیلی قوم کو بھی یہ گمان ہے کہ وہ خدا کے دوسرے بندوں سے بہتر ہے۔ اس لئے انہوں نے محض قومیت کی بناء پر اپنا ایک عالمی مرکز قائم کرنے کا حق دنیا سے تسلیم کروایا۔ وہ محض نسلی امتیاز کی بناء پر اکٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہودیت میں سے مذہب کا حصہ اب تقریباً عنقا ہو چکا ہے لیکن نسلی تفاخر کا احساس ان کے دلوں میں بڑی شدت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ آج جو دنیا پر تفوق چاہتے ہیں یا تسلط حاصل کرنا چاہتے ہیں خالصتہ نسلی امتیاز کے نظریہ پر اس کے لئے کوشاں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایسی اعلیٰ نسل کے لوگ ہیں کہ تمام دنیا پر حکومت کا حق رکھتے ہیں عجیب بات ہے کہ نازیوں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نے یہودیوں کو مار پڑوائی جن کا اپنا نظریہ بھی یہی تھا۔ جب خدا بعض کے ذریعہ بعض کو سزا دلواتا ہے تو اس کے لئے باہم یکساں خصائل رکھنے والوں کو چنتا ہے۔ لوہا لوہے کو کاٹتا ہے' یہ ممکن نہیں ہے کہ لکڑی سے آپ لوہا کاٹ سکیں اس لئے جب ایک بد کو دوسرے بد سے سزا دلوانی ہو تو ان میں ایک ہی جیسی خصلتیں پائی جاتی ہیں۔ سزا دہی کے لئے ایسی خصلتوں کے لوگ خدا اختیار فرماتا ہے جو دوسرے بد کے ہم پلہ ہوں یعنی جس طرح خدا کی تقدیر چاہے سزا دے بھی سکتے ہوں۔ اسی طرح مختلف ممالک میں نسلی امتیاز کے نتیجہ میں آئے دن لڑائیاں ہوتی ہیں اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا ہے۔ ہندوستان میں کیا ہو رہا ہے مغربی جرمنی میں کیا ہو رہا ہے دیگر ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ ان سب جھگڑوں اور لڑائیوں کی بنیاد نسلی تفاخر کا تصور ہی ہے نظریات کی دنیا ہو یا سیاست کی عام دنیا ہو کسی پہلو سے آپ دیکھیں آج دنیا میں بڑے بڑے اختلافات جو نہایت ہی خوفناک جنگوں پر منتج ہو سکتے ہیں جو عالمگیر تباہیوں پر منتج ہو سکتے ہیں ان کی بنیاد نسلی افتخار کے تصور پر قائم ہے۔

پس (کلام الٰہی) نے فرمایا (۔) کہ ایک قوم اپنے آپ کو دوسری قوم سے بڑا سمجھتے ہوئے اس کی تحقیر نہ کرے' اس کو اپنے سے ادنیٰ نہ جانے۔ اس کے معا بعد (کلام الٰہی) فرماتا ہے کہ کوئی عورت کسی عورت کے اوپر تفاخر اختیار نہ کرے اور اس سے مذاق ان معنوں میں نہ کرے کہ اس کی تحقیر کر رہی ہو۔ قوموں کے مقابل پر عورتوں کے باہم ایک دوسرے کو دکھ دینے کا ذکر بظاہر یہ ایک بے جوڑ بات دکھائی دیتی ہے' مگر امر واقعہ یہ ہے کہ یہاں قومی تفاخر کا ذکر ہے عالمی حیثیت سے اور معاشرتی تفاخر کے ضمن میں عورت کو ایک نمائندہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ کیونکہ معاشرے میں ایک دوسرے پر بڑائی جتاتے ہوئے جتنی بھی برائیاں پھیلتی ہیں وہ زیادہ تر عورت کی طرف سے رونما ہوتی ہیں۔ عورت کا مزاج اس بات سے زیادہ قریب تر ہے کہ وہ دوسری عورتوں اور لڑکیوں پر اور دوسرے خاندانوں پر اپنی بڑائی خاندانی طور پر ظاہر کرے اور اپنے آپ کو بہتر سمجھے۔ بہت کم آپ کو مرد ایسے نظر آئیں گے جو خاندانی طور پر اپنی فوقیت جتانے کے نتیجہ میں کسی لڑائی کو پیدا کرنے والے ہیں۔ معاشرہ کی اکثر لڑائیاں عورتوں کے طعنوں کے نتیجہ میں ہوتی ہیں کہ تم کس خاندان کی ہو اور وہ کس خاندان کا ہے رشتے ڈھونڈتے وقت بھی یہ ساری باتیں چلتی ہیں اور اگر رشتہ ہو جائے تو پھر بھی مسلسل یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تو جہاں برائی زیادہ شدت کے ساتھ پائی جاتی تھی اسے نمایاں کرنے کی خاطر خدا تعالیٰ نے معاشرہ کی برائی کا ذکر کرتے ہوئے عورت کو بطور مثال پیش فرمایا اور انہیں تنبیہہ کی کہ دوسری عورتوں کے اوپر فوقیت نہ دکھایا کرو (۔) اس میں خدا تعالیٰ قومی تفاخر کا ایک عظیم الشان راز بیان فرماتا ہے۔ جس طرح رات دن میں بدلتی ہے اور دن رات میں اسی طرح یہ قومی تفاخر بھی تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ ایک قوم ہمیشہ کے لئے دوسری قوم پر ایسی فضیلت اختیار کر جائے کہ ان کے اندر ہمیشہ کے لئے ایک تفاخر کی وجہ پیدا ہو جائے۔ ذاتوں کے فخر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ قوموں کے فخر بھی بدلتے رہتے ہیں۔ ان کے بدلنے کی رفتار اتنی آہستہ ہے کہ عموماً انسان اپنی زندگی میں ان کو محسوس نہیں کر سکتا۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ پیچھے مڑ کر دیکھے تو خود اپنے زمانے میں ہی ان تغیرات کو پیدا ہوتا ہوا محسوس کر سکتا ہے۔ آج سے چالیس سال پہلے یا پچاس سال پہلے ہندوستان میں ذات پات کی جس قدر تمیز پائی جاتی تھی آج اس کا عشر عشیر بھی باقی نہیں رہا۔ انگلستان میں جو نو آبادی کے تصورات سو سال پہلے پائے جاتے تھے ان کا سوواں حصہ بھی باقی نہیں۔ وہ قومیں وہ لوگ وہ پیشے جن کو بہت تحقیر سے دیکھا جاتا تھا آج وہ پیشے معزز بن گئے ہیں اور وہ قومیں معزز قومیں بن گئی ہیں۔ پس (کلام الٰہی) جب یہ فرماتا ہے (۔) تو مراد یہ ہے کہ یہ قدریں کوئی باقی رہنے والی قدریں نہیں ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ایک نسل کو دوسری نسل پر فوقیت دی ہوتی اور ایک قوم اور ذات کو دوسری قوم اور ذات پر فوقیت دی ہوتی تو ان کی اس حیثیت کے تبدیل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اللہ کی بنائی ہوئی چیز' اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر کو تو کوئی بدل نہیں سکتا۔ خدا کی سنت تو غیر محول اور غیر مبدل ہوتی ہے اسی لئے فرمایا ان کے جھوٹا ہونے کا اور ان کے بے معنی اور بے بنیاد ہونے کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ چیزیں بدل جائیں گی۔ آج وہ لوگ جو دوسروں پر فخر کر رہے ہیں عین ممکن ہے کہ کل وہی لوگ ان کو حقیر جان رہے ہوں اور تحقیر سے دیکھ رہے ہوں۔ تو یہ جو عالمی تغیرات ہیں جو رفتہ رفتہ رونما ہونے والے ہیں اور بعض دفعہ سینکڑوں سال میں بالکل نظریات کی کایا پلٹ دیتے ہیں ان تغیرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ باقی رہنے والی چیزیں نہیں ہیں۔ فخر کی چیز تو وہی ہو سکتی ہے جو باقی رہنے والی ہو۔ یہ تو عارضی واقعات ہیں عارضی طور پر رونما ہونے والے حوادث ہیں ان سے بڑھ کر ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

(کلام الٰہی) فرماتا ہے۔ ایک دوسرے پر الزام تراشی نہ کیا کرو ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو (۔) ایک دوسرے کو دکھ پہنچانے والی باتیں نہ کیا کرو۔ (۔) اور اس خاطر نام نہ رکھا کرو کہ ناموں کے ذریعہ کسی کی تحقیر ہو۔ اور یہ جو اخلاقی بیماریاں ہیں یہ قوموں میں بھی پائی جاتی ہیں اور افراد میں بھی پائی جاتی ہیں' عالمی سطح پر بھی پائی جاتی ہیں اور معاشرتی سطح پر بھی پائی جاتی ہیں۔ بعض لوگ بعض قوموں کے نام رکھتے ہیں یہ بتانے کی خاطر کہ یہ ذلیل و ادنیٰ لوگ ہیں۔ چنانچہ جب حبشی کو اور دیگر سیاہ فام اقوام کو نیگرو کہا جاتا ہے تو انہیں نیگرو کا لقب بھی تکلیف دینے کی خاطر دیا جاتا ہے۔ اور جب امریکہ کینیڈا میں کسی کو "پیکی" یعنی پاکستانی کہتے ہیں تو بڑی شدید گالی سمجھی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستانیوں کا وہاں کردار ایسا رہا ہے یا کوئی اور وجوہات پیدا ہوئی ہیں کہ اس کے نتیجہ میں ایک سفید فام قوم نے ہماری قوم کا نام "پیکی" رکھ دیا (۔) نتیجۃً سکھوں کو بھی جو بے ہودہ کام کر رہے ہوں "پیکی" کہتے ہیں ہندو ہوں تب بھی ان کو پیکی کہیں گے۔ کسی اور قوم سے تعلق رکھتے ہوں تب بھی انہیں پیکی کہہ کر ہی پکاریں گے "پیکی" کا لفظ برائی کی نشانی بن گیا ہے۔ گویا (اللہ کی پناہ) ان کے نزدیک "پاکستانی" ہر برائی کا مرجع اور منبع ہے۔ ہر برائی اسی سے پھوٹتی اور اسی میں لوٹ آتی ہے۔ ہمارے ملک میں انفرادی طور پر غلط نام رکھنے کا تو عام رواج پایا جاتا ہے۔ سکولوں میں تو یہاں تک رواج تھا کہ ہر استاد کا ایک نام رکھا ہوتا تھا۔ اصل نام سے بعض لوگ استادوں کو جانتے ہی نہیں تھے اس برے نام سے جانتے تھے حالت یہ تھی کہ کئی سال گزرنے کے بعد ایک نسل بوڑھی ہو گئی تب بھی استاد کا اصل نام تو یاد نہیں رہا یہ لقب یاد رہ گیا کہ فلاں صاحب یہ تھے اور فلاں صاحب یہ تھے۔ تو یہ معاشرہ کی برائیاں ہیں جن کے نتیجہ میں ہر طرف کس گھولی جاتی ہے' زہر پھیلتا ہے' خاندان خاندانوں سے لڑتے ہیں' بیوی خاوند سے لڑتی ہے ساس بہو سے لڑتی ہے اور سارے گھر کا امن برباد ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا..... کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہوئے بے وجہ خیال آرائیاں نہ کیا کرو۔ کیا تم وہموں میں مبتلا رہ کر ہی زندگی گزار دو گے؟ سوچتے رہتے ہو کہ فلاں نے یہ بات کیوں کی ہو گی کس کے لئے کی ہو گی کس بری نیت سے کی ہو گی یا فلاں نے یہ فعل کیوں کیا ہو گا۔ اس کے نتیجہ میں اپنے ذہنوں میں ہی کہانیاں بنتے رہتے ہو اور ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پالتے رہتے ہو۔ چنانچہ معاشرہ میں بہت سی برائیاں گھروں میں (کثرت ظن) کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ظن بالکل نہ کرو کیونکہ استنباط ظن کا ایک حصہ ہے۔ بعض مواقع پر بعض علامتیں ظاہر ہوں تو ظن کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ظنوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ اپنی زندگی کو ظنوں کے سپرد نہ کر دو گویا کہ تم ظنوں کے ہو کر رہ گئے پھر یہ نہیں فرمایا کہ ہر ظن گناہ ہے بلکہ فرمایا (۔) یعنی بہت زیادہ ظن کی عادت ڈالو گے۔ تو بعض ظن ایسے ہوں گے' بعض گمان ایسے ہوں گے کہ گناہ کی شکل اختیار کر لیں گے اسی لئے ہمارے ہاں حسن ظن اور سوء ظن دو محاورے پائے جاتے ہیں۔ (۔) مراد یہ ہے کہ سوء ظن سے بچو۔ یہ کہنے کی بجائے کہ سوء ظن سے بچو جب یہ فرمایا کہ اکثر ظن نہ کیا کرو تو مراد یہ ہے کہ عموماً ظن کی عادت اچھی نہیں ہے۔ یہ بات کو بیان کرنے کا بہت ہی لطیف رنگ ہے۔ اگر آپ سائنس کے جدید رجحانات دیکھیں تو آپ کو

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرت جہاں انٹر کالج کی این سی سی پاسنگ آؤٹ پریڈ

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مہمان خصوصی تھے

محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے گذشتہ دنوں مورخہ 21۔ دسمبر 1997ء کو اپنی پہلی پبلک تقریب میں شرکت کی۔ یہ تقریب نصرت جہاں انٹر کالج کی پانچویں سالانہ این سی سی پاسنگ آؤٹ پریڈ کی تھی۔ جس میں محترم صاحبزادہ صاحب نے مہمان خصوصی کے طور پر شرکت فرمائی۔

محترم صاحبزادہ صاحب نے اس موقع پر اپنے مختصر خطاب میں طلباء پر زور دیا کہ آج انہوں نے جس ٹریننگ کو حاصل کیا ہے اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنادیں۔ انہوں نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ جب سے نصرت جہاں انٹر کالج میں این سی سی کی ٹریننگ شروع ہوئی آج سب سے زیادہ تعداد میں اعزازی کیڈٹ پاسنگ آؤٹ میں شامل ہوئے ہیں۔ یاد رہے اس سال 110 اعزازی کیڈٹ پریڈ میں شامل ہوئے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے وطن عزیز کی محبت میں وطن کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار رہنے کی تلقین فرمائی۔ اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر کسی کو وطن کی خدمت بڑھ چڑھ کر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تقریب کا آغاز تلاوت سے ہوا مہمان خصوصی نے پاکستان کا قومی پرچم لہرایا۔ جس کے بعد 4 بچوں نے قومی ترانہ پیش کیا۔ تمام حاضرین قومی ترانہ کے احترام میں کھڑے رہے۔ اس پریڈ کے منتظمین میجر عطاء محمد صاحب کے علاوہ صوبیدار بوستان خان حوالدار محمد افضل' حوالدار محمد نواز' حوالدار نادر خان' حوالدار محمد اصغر' حوالدار اصغر علی' حوالدار محمد سرور اور انچارج حوالدار اللہ راضی ہیں۔

اس کے بعد پریڈ کمانڈر نے پریڈ کو ہوشیار کیا اور خوبصورتی سے مارچ کرتے ہوئے آگے آکر مہمان خصوصی کو پریڈ کے معائنہ کی دعوت دی۔ مہمان خصوصی محترم مرزا مسرور احمد پریڈ کے معائنہ کے لئے روانہ ہوئے تو دو پائیلٹ ان کے آگے آگے تھے۔ پریڈ تک جانے کے لئے راستہ کا تعین رنگ برنگی جھنڈیوں کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ پریڈ کے معائنہ کے بعد مخصوص راستے سے واپسی ہوئی۔ پھر ٹیبل پارٹی نے انعامات کی ٹیبل فوجی نظم و ضبط کے ساتھ مارچ کرتے ہوئے اٹھائی اور سٹیج کے سامنے لے آئے۔ اس کے بعد انعامات حاصل کرنے والے اعزازی کیڈٹس کو بلایا گیا۔ جو مارچ کرتے ہوئے دو قطاروں میں آکر کھڑے ہوگئے۔ پھر مہمان خصوصی نے ان میں انعامات تقسیم فرمائے۔ فوجی طریق پر اعزازی کیڈٹس ایک ایک کرکے آتے' مہمان خصوصی کو سلام کرتے ان سے مصافحہ کرتے اور انعام وصول کرکے فوجی انداز میں واپس انعام کو میز پر رکھوا دیتے۔ بتایا گیا کہ کچھ اور انعام بھی ہیں جو اعزازی کیڈٹس حوالدار اللہ راضی صاحب سے براہ راست وصول کریں گے۔ انعامات کے حاصل کرنے کے بعد اعزازی کیڈٹس پوری فوجی تنظیم سے مارچ کرتے ہوئے اپنی اپنی جگہوں پر واپس چلے گئے۔ پریڈ کمانڈر کی ہدایات پر ٹیبل پارٹی میز کو واپس اس کی جگہ پر لے گئی۔ جس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے طلباء سے مختصر خطاب فرمایا۔

ایک بار پھر پریڈ کمانڈر نے پریڈ کو ہوشیار کیا۔ پھر پریڈ نے تین بار قومی نعرہ' پاکستان زندہ باد لگایا۔ اور مہمان خصوصی سے اجازت حاصل کرکے سلامی دینے کے لئے تینوں پلٹونوں کو ہدایات جاری کیں۔ چبوترے کے سامنے آکر ہر پلٹون سلامی دیتی اور کیڈٹس اللہ ہو کا نعرہ بلند کرکے اپنے چہرے مہمان خصوصی کی طرف موڑ دیتے تینوں پلٹونوں کے بعد ٹیبل پارٹی اور آخر میں پائیلٹوں نے سلامی دی اور واپس اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے۔

تقریب کے اختتام پر مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ نصرت جہاں انٹر کالج کی اس پاسنگ آؤٹ پریڈ کا اہتمام بیت الاقصیٰ کی غربی سمت میں واقع جنوبی میدان میں کیا گیا۔

OOO

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کریں۔ میں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے بعض اس قسم کے خیالات بھی رکھتے ہیں کہ اگر ایک شیرے کے مٹکے میں ہاتھ ڈالا جاوے اور پھر اس کو تلوں میں ڈال کر تل لگائے جائیں تو جس قدر اس کو لگ جاویں اس قدر دھوکا اور فریب دوسرے لوگوں کو دے سکتے ہیں۔ ان کی ایسی بے ہودہ اور خیالی باتوں نے بہت بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اور ان کو قریباً وحشی اور درندہ بنادیا ہے۔ مگر میں تمہیں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ تم ہرگز ہرگز اپنی ہمدردی کے دائرے کو محدود نہ کرو۔ اور ہمدری کے لئے اس تعلیم کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 217)

O خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید انجمن احمدیہ کا سال رواں 1997ء اب اپنے آخری مراحل میں ہے۔ تمام زعماء کرام سے درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر جائزہ لیں ان کی جماعت / مجلس میں کوئی ایک بھی رکن / ممبر وقف جدید کے بقایا دار تو نہیں ہیں۔

قائد وقف جدید

پروفیسر راجہ نصر اللہ خان (تعمیر و ترقی پاکستان اور جماعت احمدیہ سے ایک اقتباس)

ماہرِ اقتصادیات جناب ایم ایم احمد صاحب

جناب ایم۔ ایم۔ احمد نے متحدہ ہندوستان میں "آئی سی ایس" کے تحت اپنی ملازمت کا آغاز سول سروس کے ایک افسر کی حیثیت سے کیا۔ قیام پاکستان کے وقت آپ ڈپٹی کمشنر کے عہدہ پر فائز تھے۔ ایوب خاں کی صدارت کے ابتدائی سالوں میں ایم۔ ایم۔ احمد مغربی پاکستان کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری تھے۔ چونکہ صدر ایوب تعمیر و ترقی وطن کے لئے جوہر قابل کی تلاش میں رہتے تھے اور ان کی اس جستجو تک تنگ نظری اور مذہبی تعصب کی رسائی نہ تھی۔ اس لئے ایم۔ ایم۔ احمد کی خدمات مرکزی حکومت کو سونپ دی گئیں۔ وہ وزارت خزانہ کے سیکرٹری مقرر ہوئے۔

آپ معاشیات و مالیات کے امور میں اتنے کامیاب ثابت ہوئے کہ صدر ایوب خاں نے انہیں منصوبہ بندی کمیشن کا ڈپٹی چیئرمین مقرر کر دیا۔ (چیئرمین خود صدر ہوا کرتے تھے)

یحییٰ خاں کے دور میں انہیں صدر پاکستان کا اقتصادی مشیر مقرر کیا گیا۔ یہ عہدہ مرکزی وزیر کے برابر تھا۔ اور یوں جناب ایم۔ ایم احمد کی ذمہ داریوں اور مصروفیت کو پر لگ گئے۔

1971ء میں جب مشرقی پاکستان کے حالات بہت خراب ہونے لگے تو ملکی معیشت کو سنبھالنا ایک کوہ گراں تھا۔ لیکن ایم۔ ایم۔ احمد نے اپنے تجربے' لیاقت اور فراست کو کام میں لاتے ہوئے پنجسالہ منصوبے پر عمل درآمد جاری رکھا۔ اس بحران کے دوران وہ وحشت ناک وقت بھی آیا جب مشرقی پاکستان میں مکتی باہنی کے ظالم دشمنان وطن نے ہندوستانی ایجنٹوں اور جاسوسوں کے ساتھ مل کر پاکستانی معیشت کو پوری طرح تباہ کرنے کا مکروہ منصوبہ بنایا اور مشرقی پاکستان کے بینکوں سے لکھو کھہا روپے کے بڑے کرنسی نوٹ لوٹ لئے۔ مقصد یہ تھا کہ یہ ان گنت روپیہ بیرون ملک (ہندو افغانستان) منتقل کر کے دوبارہ پاکستان میں داخل کیا جائے اور اونے پونے اشیائے صرف کو خرید کر ملکی معیشت کو تباہ اور نظام زندگی کو مفلوج کر دیا جائے۔ صدر کے اقتصادی مشیر اور ماہر مالیات جناب ایم۔ ایم۔ احمد نے سٹیٹ بینک کے گورنر اور دوسرے زعما کے ساتھ مل کر دشمنان وطن کے اس فتنے کو ناکام و نامراد بنانے کی منصوبہ بندی کی۔ اور حکومت پاکستان کے فیصلے کے مطابق 8 جون 1971ء کو پانچ سو روپے اور ایک سو روپے والے کرنسی نوٹوں کو منسوخ کر دیا گیا۔ ملک کی معیشت اور روزمرہ زندگی کے نظام کے لئے یہ ایک انتہائی ضروری اور بروقت دانشمندانہ اقدام تھا۔ قومی اخبارات نے اس فیصلہ کی بہت تعریف کی۔ اور 9 جون کے اخبارات اس شہ سرخی کے ساتھ منظر عام پر آئے۔

"پانچ سو اور ایک سو روپے والے کرنسی نوٹوں کی قانونی حیثیت ختم کردی گئی۔"

روزنامہ "پاکستان ٹائمز" لاہور نے اپنی 9 جون کی اشاعت میں "کرنسی کی تنسیخ" کے زیر عنوان اداریے میں لکھا:۔

"گزشتہ ماہ صدر مملکت کے اس انکشاف کے بعد کہ تقریباً ساٹھ کروڑ روپے یا اس سے بھی زائد مشرقی پاکستان کے بینکوں کے لوٹ لئے گئے ہیں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا کہ بڑی کرنسی کے نوٹوں کو منسوخ کر دیا جائے کہ یہ اقدام معیشت کی خاطر لازم تھا۔ اس بات کو بآسانی سمجھا جاسکتا ہے۔"

روزنامہ نوائے وقت (14 جون 1971ء) کے صفحہ اول کی سرخی یوں تھی۔

"بڑے کرنسی نوٹوں کی منسوخی نے سمگلنگ ختم کرنے کا بہترین موقع پیدا کر دیا"

"افغانستان کے سکھ اور ہندو سمگلروں کا کاروبار تباہ ہوگیا۔"

نوائے وقت مورخہ 25 جون 1971ء کے صفحہ ایک پر یہ رپورٹ شائع ہوئی۔

"لاہور 24 جون (چیف رپورٹر) پاکستان کرنسی کے بڑے نوٹوں کی منسوخی سے حکومت بھارت کو کم از کم پچاس کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ بھارتی حکومت نے پاکستان کی معیشت کو تباہ کرنے کے لئے پاکستانی سکے کے ایک سو اور پانچ سو کے مشرقی پاکستان سے لوٹے ہوئے نوٹ اپنے مداخلت کاروں سے خریدے تھے لیکن بھارت کی یہ سازش خود اس کے لئے زبردست مالی نقصان کا باعث بن گئی۔ اور پاکستانی بڑے نوٹوں کی منسوخی سے سب سے زیادہ نقصان پاکستان دشمن اندرا حکومت کو اٹھانا پڑا۔

اور اب "نوائے وقت" کا 18 جون 1971ء کا اداریہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔ زیر عنوان "منسوخ نوٹ اور کالا روپیہ" لکھا ہے۔

"پانچ سو اور ایک سو روپے کی مالیت کے نوٹوں کی تنسیخ کا بنیادی مقصد ملک و قوم کو مشرقی پاکستان کے بینکوں سے لوٹی ہوئی اس کرنسی کے منفی اثرات سے محفوظ کرنا تھا جو نام نہاد بنگلہ دیش کے پجاریوں نے مغربی بنگالہ پہنچادی تھی۔ اور جو مغربی بنگال سے افغانستان اور خلیج فارس کی مملکتوں کے راستے دوبارہ پاکستان سمگل ہونے لگی تھی۔ یہ مقصد کرنسی نوٹوں کی تنسیخ کے اعلان کے ساتھ ہی حاصل ہوگیا تھا۔ اس اقدام کا ملکی معیشت پر بھی خوش گوار اثر پڑا...... اس اقدام سے افراط زر کو روکنے میں مدد ملی ہے اور ہم ایک بار پھر کرنسی کی قیمت کم کرنے کے جاں گسل مرحلہ سے بچ گئے ہیں۔"

OOO

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

خلافت لائبریری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر محمد اسحاق خلیل- زیورک سوئٹزرلینڈ

میجر عبدالحمید صاحب کی یاد میں

مکرم ڈاکٹر محمد اسحاق خلیل صاحب زیورک- سوئٹزرلینڈ سے لکھتے ہیں۔

بخدمت محترم مولانا نسیم سیفی صاحب

(سلام)

آپ کی اہلیہ کی وفات سے بہت افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور سب لواحقین کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ میری طرف سے تعزیت قبول فرماویں۔ خاکسار کو بھی یاد ہے کہ موصوفہ احمدیہ مشن کی (اور ہفت نامہ ٹروتھ کے لئے) آپ کی مساعی میں آپ کا اور مشن کا مستعدی اور ہمت سے ہاتھ بٹاتی تھیں۔ خاکسار کے قیام لیگوس کے دوران ان کی طرف سے میرے اور دیگر داعیان الی اللہ کے قیام و طعام کے انتظامات بھی قابل قدر ہوتے تھے ہاں! بعد میں مشن ہاؤس کی دوسری منزل میں مشنریز کے لئے پکانے کا انتظام بھی ہو گیا تھا۔ انہی یادوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے ان کے لئے اور آپ سب کے لئے دعاگو ہوں اللہ کریم موصوفہ کو سب نیکیوں کی جزائے خیر دے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین۔

انہی دنوں ہمارے عزیز اور بزرگ داعی الی اللہ میجر عبدالحمید (ر) بھی داغ مفارقت دے گئے ہیں ربوہ میں موصوف نے ایک ملاقات میں مجھے اپنی کتاب (دین حق) اور عیسائیت انگریزی (مطبوعہ نیویارک یو ایس اے 1967ء) کی ایک کاپی دی تھی۔ جو بعد میں زیورک کی لائبریری نے حاصل کر لی تھی اور اب بھی وہاں موجود تھے کتاب کے آخری سرورق Flap پر ان کی تصویر بھی موجود ہے۔ ان کی یاد میں اس کتاب سے چند اوراق کا انگریزی سے ترجمہ کر کے الفضل کے لئے بھجوا رہا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو شائع فرما دیویں۔

جناب یوسف سہیل شوق اور دیگر کارکنان کے لئے بھی سلام اور دعائیں عرض ہیں۔

آپ کا مخلص
(ڈاکٹر) محمد اسحاق خلیل
از زیورک سوئٹزرلینڈ

○○○

میجر عبدالحمید (ر) (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماوے) بہت دعاگو اور اللہ تعالیٰ سے محبت کا تعلق رکھنے والے بزرگ تھے۔ کالج یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد انڈین ملٹری اکیڈمی ڈیرہ دون میں ٹریننگ حاصل کی اور 1942ء میں بری فوج میں کمیشنڈ افسر کے طور پر شامل ہوئے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ان کی شادی قادیان میں ہمارے نانا حضرت منشی محمد دین (واصلباقی نویس) والے مکان میں منعقد ہوئی تھی۔ جس میں خاکسار کو بھی شمولیت کا موقعہ ملا تھا۔

اٹھارہ سال کی ملٹری سروس کے بعد 1960ء میں پاکستان آرمی سے بطور میجر ریٹائر ہوئے۔ اور 1962ء کے لگ بھگ بطور داعی الی اللہ انگلستان اور امریکہ کے لئے عازم ہو گئے اس تبشیری مہم میں ان کی باقاعدگی قابل رشک تھی۔

ان کے ایک رفیق کار لندن نے خاکسار کو بتایا کہ وہ تبشیر کے لئے لٹریچر کتب پمفلٹ وغیرہ پر مشتمل بیگ لے کر ہر روز باقاعدگی سے باہر نکل جایا کرتے تھے۔ مذہبی مطالعہ بھی قابل فخر تھا۔ چنانچہ ان کی تصنیف (دین حق) اینڈ کرسچینیٹی انگریزی میں نیویارک (یو ایس اے) سے 1967ء میں شائع ہوئی۔ جو 232 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کے سرورق میں ان کی تصویر اور دیگر مطبوعات پر مشتمل تعارف کے مطابق انہیں چند اور کتابچے لکھنے کی توفیق میسر ہوئی۔

موصوف کا اردو منظوم کلام بھی قابل قدر ہے اور دیوان کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے ان کی منظومات کی تعریف کرتے ہوئے ایک دفعہ انہیں "چھپا رستم" بھی کہا تھا۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو جنت میں بلند درجات نصیب فرمائے۔ (دین حق) اور عیسائیت انگریزی کی ایک کاپی انہوں نے مجھے ربوہ میں ایک ملاقات کے دوران دی تھی جو آجکل سنٹرل لائبریری زیورک میں رکھی ہوئی ہے۔ اس کتاب کے چند اقتباسات کا انگریزی ترجمہ حسب ذیل پیش خدمت ہے۔

میجر عبدالحمید اپنی اس کتاب کے صفحہ 224 پر لکھتے ہیں برصغیر ہندوستان کی تقسیم۔

اگست 1947ء کے وسط میں ہندوستان کی تقسیم ہوئی۔ قادیان، جماعت احمدیہ کا مرکز ضلع گورداسپور میں انڈیا اور پاکستان کی سرحد سے قریب واقع ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے اصولوں کے مطابق ضلع گورداسپور کو پاکستان کا حصہ بننا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس ضلع میں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ سبھی توقعات کے برخلاف آخری وقت پر اعلان کیا گیا کہ گورداسپور کو انڈیا کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔ یہ نازک وقت جماعت کے لئے 1934ء والے حالات کی نسبت اور بھی زیادہ خطرناک وقت تھا صوبہ مشرقی پنجاب میں جہاں ضلع گورداسپور واقع ہے۔ ہر روز (ہزاروں) مسلمان تہ تیغ کئے جا رہے تھے اس علاقہ میں حکومتی نظم اور ضبط ختم ہو چکا تھا اور اس علاقہ میں موجود (لوگ) فوج بلوہ فساد کرنے والوں کی نہتے مسلمان مردوں اور عورتوں کو مارنے میں مدد کر رہے تھے۔ ابتلاء اور مصیبت کے اس دور میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فرزند نے استقلال کا نمونہ پیش فرمایا بے صبری اور خوفزدگی کو اپنے یا اپنے متبعین کے قریب نہیں آنے دیا خدا تعالیٰ نے آپ کی اور سب کی حفاظت فرمائی (بلوائیوں) کو صرف ایسے علاقوں پر حملہ کرنے کی جرات ہوئی جہاں اس جماعت کی عورتوں کو اکٹھا کر کے رکھا گیا تھا جن احمدی خدام کے ذمہ ان عورتوں کی حفاظت تھی انہوں نے بہادری سے دفاع کیا۔ ان میں سے چالیس افراد نے راہ مولا میں جان دی جبکہ دشمن کے دو سو افراد کو موت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح حملہ آور اپنے عزائم میں بری طرح ناکام ہو کر بھاگ گئے۔ جماعت کی طرف سے پناہ گیروں کے لئے ایک ریفیوجی کیمپ قائم کیا گیا۔ ایک موقعہ پر ارد گرد کے علاقوں سے آنے والے ڈیڑھ لاکھ افراد کے لئے پناہ و رہائش کا انتظام کرنا پڑا۔ یہ پناہ گزین احمدی نہیں تھے۔ بلکہ (بلوائیوں) کے حملوں سے بچ کر آنے والے دیگر مسلمان تھے۔..... ان خطرناک حالات میں جماعت احمدیہ کے لیڈر نے قادیان میں رہنے والے احمدیوں کے باقاعدہ انخلاء کی تدابیر کیں۔ اس وقت قادیان میں اٹھارہ ہزار (18'000) احمدی بچے عورتیں اور مرد محصور تھے۔ حضرت امام جماعت الثانی کی ہدایات کے مطابق ان کا کامیابی سے انخلاء کیا گیا اور جماعت کا خزانہ اور ریکارڈ بھی وہاں سے نکالا گیا۔ حضرت صاحب نے 313 رضاکار افراد کو قادیان میں اہم مقامات کی حفاظت کے لئے وہاں چھوڑا۔ اس طرح اس روحانی جماعت کا مرکز وہاں برقرار رکھا گیا۔ اس وقت سے (پہلے کی طرح) قادیان میں جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ اور انڈیا اور دنیا کے مختلف علاقوں سے آنے والے نمائندے اس میں شرکت کرتے ہیں۔ پاکستان سے جلسہ سالانہ قادیان پر جانے والوں کو بھی انڈین حکومت کی اجازت کے مطابق وہاں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے۔

نئے مرکز کا قیام حضرت امام جماعت الثانی کی ایک رویاء اس بارے میں اسی کتاب میں تحریر ہو چکی ہے۔ اس رویا کے مطابق حضرت امام جماعت الثانی کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا پاکستان میں ایک نیا مرکز ربوہ شہر کی بنیاد کے ذریعہ قائم کیا گیا۔ ربوہ کے معنی بلند زمین کے ہیں یہ جگہ ایک پہاڑی کے دامن میں واقع ہے۔..... شروع میں حکومت سے خرید کی گئی اس زمین میں پانی اور سبزہ نہیں تھا۔..... حضرت صاحب نے مخلص احباب جماعت کے ہمراہ دعائیں کرتے ہوئے اس شہر کی بنیاد رکھی۔ اور آہستہ آہستہ اس شہر نے ایسی ترقی کر لی ہے کہ دوست و دشمن سب حیران رہ گئے۔ اب اس خوبصورت شہر میں پانی، سبزہ، روئیدگی، عمدہ عمارتیں، کشادہ گلیاں اور سڑکیں بازار مارکیٹ، ہسپتال، دفاتر، تعلیمی ادارے سکول کالج اور عبادت گاہیں، غرضیکہ زندگی کی تمام ضروریات موجود ہیں۔ یہ ایک معجزانہ کامیابی تھی۔ جس پر پاکستان کے مختلف ممتاز لیڈروں نے جماعت احمدیہ کو خراج تحسین پیش کیا۔"

○○○

یادرفتگاں

جہانگیر محمد جوئیہ ایڈووکیٹ امیر ضلع خوشاب

مکرم حافظ ابوذر صاحب

مکرم حافظ ابوذر صاحب سابق معلم اصلاح و ارشاد موضع وٹو تحصیل و ضلع خوشاب میں تقریباً 1910ء میں پیدا ہوئے 1930ء میں احمدیت میں داخل ہوئے جب انہوں نے بیعت کی تو یہ بھان طاہر والا داخلی روڈہ میں کلام الٰہی کا درس دیتے تھے۔ بیعت سے پہلے یہ ملک بہادر خان ہیڈ ماسٹر صاحب گروٹ کے زیر دعوت رہے۔ ملک بہادر خان خوشاب شہر کے رہنے والے تھے۔ ملک صاحب کی تحریک پر یہ قادیان گئے اور احمدیت قبول کر لی۔ واپسی پر انہوں نے اپنے شاگردوں کو بھی تلقین کی کہ قادیان جائیں۔ ان کے تین شاگرد جو کہ نوجوان تھے۔ یہ تینوں قادیان گئے اور احمدیت قبول کر لی ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ علی احمد صاحب ولد محمد بخش صاحب۔ سردار صاحب ولد طاہر صاحب اور غلام محمد صاحب عرف گاماں ولد محمد یار صاحب جھلڑا جوئیہ جب یہ تینوں موضع روڈہ میں پہنچے تو ان تینوں نے احمدیت قبول کر لی۔ ان کے دو لڑکے محمد نذیر حکیم صاحب اور سلطان محمود صاحب ہیں اور لڑکیاں غلام سکینہ صاحبہ اور غلام عائشہ صاحبہ تھیں۔ مکرم محمد نذیر صاحب حکیم ڈیرہ بوستان حافظ داخلی روڈہ ضلع خوشاب کے صدر ہیں اور مکرم رفیع احمد صاحب شہزاد جو کہ حافظ صاحب کے پوتے ہیں اور اب وہ قائد خدام الاحمدیہ ضلع خوشاب ہیں۔ اور ان کے پوتے عبدالستار صاحب مربی ہیں۔

مکرم حافظ صاحب نے 1930ء سے لے کر مرتے دم تک دعوت الی اللہ جاری رکھی۔ انہوں نے 22۔ نومبر 1997ء بوقت تقریباً 12 بجے وفات پائی۔ آپ انتہائی مخلص داعی الی اللہ تھے۔ آپ کی دعوت سے اب مندرجہ ذیل جماعتیں قائم ہو چکی ہیں۔ (1) روڈہ (2) بوستان حافظ۔ (3) ڈیرہ رستم خاں (4) جوئیہ گوٹھ احمدیہ (5) بھان امید علی (6) گروٹ (7) ورکانوالہ (8) 39 ایم بی غریب کالونی۔ حافظ صاحب موصی تھے اور اب بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں۔

خاکسار نے بھی ان کی دعوت الی اللہ سے احمدیت 1962ء میں قبول کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین ثم آمین۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ خاکسار پر فضل فرمائے اور دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق ملے۔

○○○

خدام کی توجہ کیلئے

ماہ دسمبر میں مطالعہ کتب کے سلسلہ میں خدام کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "سرمہ چشم آریہ" مقرر ہے۔ خدام کثرت سے اس کا مطالعہ کریں اور قائدین کے ذریعہ مرکز کو رپورٹ سے مطلع فرمائیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک رفیق احمد مربی سلسلہ

قابلِ تحقیق واقعہ میں تعاون کی اپیل اور درخواستِ دوا

دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مخلوق کو اپنے دفاع کے لئے کوئی نہ کوئی طریق یا ہتھیار دیا ہوا ہے کہ وہ انسان کو بھی کئی دفعہ کئی پہلو سے نقصان پہنچانے کا موجب بن جاتا ہے۔ ایک چھوٹی سی کیڑی سے لے کر بڑے سے بڑے حشرات الارض کے پاس اپنی حفاظت کے لئے اور اپنی خوراک کے حصول کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا ذریعہ موجود ہے جس کی وجہ سے انسان کو اس کے زہر کی مناسبت سے وقتی طور پر تھوڑا یا بڑا نقصان پہنچنے کا احتمال موجود ہوتا ہے ان میں سے ایک سانپ ہے جس کی مختلف قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ خاکسار نے گزشتہ دنوں لاہور چڑیا گھر کے سانپوں کے نگران مکرم عبدالغفور صاحب اور زہر کے ماہر ڈاکٹر رشید احمد صاحب آف لاہور اور انمول ہسپتال کے ڈاکٹرز سے ملاقات کی تا وہ اس زہر کے متعلق کوئی تبصرہ یا تحقیق کر سکیں جو چار ماہ گزرنے کے باوجود کسی نہ کسی صورت میں مثبت یا منفی رنگ میں نقصان یا فائدہ پہنچاتا ہے اس واقعہ کی تفصیل الفضل 16 ستمبر 1997ء میں شائع ہو چکی ہے۔

جب یہ واقعہ ہوا یعنی سانپ نے ڈسا اور اس کے مضر اثرات سامنے آئے تو خاکسار نے تفصیل کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں Fax بھجوائی اور ازراہ شفقت حضرت صاحب کی طرف سے دوسرے ہی دن نسخہ آگیا اور وہ نسخہ تھا ہومیو پیتھک دواؤں کا جس کا نام Lachesis 1000 ہے۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ آنکھوں میں سرور اور مستی سی محسوس ہوتی ہے اس کی وجہ کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے لیکن دو ماہ تک میرے لئے معمہ ہی رہا ہے بہت کہنے کی کوشش کی کہ سانپ کے زہر کی کوئی تحقیق کی جائے لیکن کوئی اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا تھا کیونکہ اکثر کے دماغوں میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ چونکہ ایسا کہنے والا زندہ ہے اس لئے یہ زندگی اس بات کی علامت ہے کہ کوئی واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں گویا اس طرح خون میں پیدا ہونے والی دوسری خرابیوں اور مضرات کو بھی سرے سے نظرانداز کیا جا رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے ایک دن صبح مکرم نواب منصور احمد خان صاحب نے مجھے کہا کہ خون کی تحقیق یا تجزیہ بھی ہوا ہے یا نہیں؟ اور دوپہر کے وقت ڈاکٹر مبین الحق صاحب نے جب مجھے دیکھا تو انہوں نے اس طرف توجہ دلائی کہ فوری طور پر خون کے ٹیسٹ کرواؤ کیونکہ آپ کا وزن بڑھ رہا ہے اور زبان میں لکنت محسوس ہو رہی ہے۔ دوسرے دن فضل عمر ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب بٹ نے خون کے بہت سے ٹیسٹ کروانے کے بعد شیخ زید ہسپتال لاہور ریفر کیا اور لاہور جانے کے لئے لاہور سے میرے ایک دوست مکرم مرزا نعیم بیگ صاحب عین اس وقت تشریف لے آئے جب میں اس امر کی وجہ سے پریشان تھا کہ لاہور کس طرح پہنچوں اور ان کی کار نے چند گھنٹوں میں لاہور پہنچا دیا۔

ان چار ماہ میں جن مراحل سے گزرا ہوں اور اس کے ہر لمحہ میں ممنون احسان کا ایک دلچسپ واقعہ اور اللہ تعالیٰ کا احسان نظر آتا ہے وہ اس طرح ہے (1) تین ماہ تک آنکھوں میں مستی سی محسوس ہوتی تھی جس کا جب خود ہی تجزیہ کیا تو حقیقت یہ معلوم ہوئی کہ آنکھوں کی پتلیوں نے دائیں بائیں حرکت کرنا بند کر دی تھی اور دائیں بائیں دیکھنے کے لئے سر کو حرکت دینی پڑتی تھی اس کے لئے کافی دنوں تک آنکھوں کی ورزش کرنا پڑی (2) ایک بات اب تک تسلی بخش جواب تک نہیں پہنچ سکی کہ آیا سانپ کا زہر ایک سال کے بعد اسی موسم میں کوئی خوشبو یا بدبو دیتا ہے۔ حضرت صاحب نے ہومیو کلاس نمبر 116 (الفضل نومبر 1997ء) میں سانپ کے بار بار کاٹنے سے انکار کیا ہے کہ اس کی کوئی شہادت نہیں ملی لیکن فرمایا ہے کہ مقررہ مدت کے بعد زخم کے بار بار ہرا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (3) سانپ کا زہر اگر اصل صورت کے علاوہ کسی اور شکل میں خون میں ملا ہوا موجود ہے تو اس کو کس طرح معلوم کیا جا سکتا ہے تا کوئی ایسی صورت پیدا نہ ہو سکے جو کسی وقت نقصان کا موجب ہو۔ (4) سانپ کا زہر جو کسی نہ کسی صورت میں خون میں موجود ہے اس کے تجزیہ کے لئے کیا کوئی لیبارٹری ہے جہاں خون بھجوا کر اس کا تجزیہ کروایا جا سکے کیونکہ اب تک جو باتیں سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں کہ انتظار کیا جاتا ہے کہ کوئی کمزوری یا بیماری واقعہ ہو تو اس بیماری یا کمزوری کا علاج کیا جائے لیکن اصل معاملہ وہاں ہی رہتا ہے کہ کیوں نہ خون سے ہی اس زہر کو تلاش کر کے اسی کو ختم کر دیا جائے (5) مثبت رنگ میں یہ بات ضرور ہوئی ہے کہ اعصابی کمزوریوں اور دردوں کا علاج ہو گیا ہے اور یہ زہر میرے لئے تریاق کی صورت میں مفید بھی ثابت ہوا ہے جس نے بظاہر جسم کو زیادہ مضبوط بنا دیا ہے۔

تنزانیہ میں اخبارات میں یہ بہت مفید بات دیکھی کہ جب کسی کو کوئی مسئلہ پیش آتا جس کے لئے کسی ڈاکٹر یا کسی فن کے ماہر کی رائے یا مدد کی ضرورت ہوتی تو اس بات کو اخبارات میں لکھ دیا جاتا اور ان مسائل کے حل یا مدد کے لئے ماہرین اور اساتذہ اور ڈاکٹرز اپنے علم سے استفادہ کر کے اس کی مدد کرتے یا رائے کا اظہار کرتے یا کوئی مشورہ ہوتا تو وہ اس تک پہنچا دیتے اور خاکسار کو چونکہ ایسی ہی باتوں کا سامنا ہے جس کے لئے مدد' رائے یا مشورہ کی ضرورت ہے اس لئے اسی توقع اور امید سے الفضل میں یہ لکھا جا رہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بروقت علاج مشورہ اور رائے مل جائے۔ ایک دوست سے جب مشورہ مانگا تو وہ کہنے لگے کہ میں تو نہیں مانتا کہ سال کے بعد زخم ہرا ہونے کا خطرہ موجود ہے

باقی صفحہ 7 پر

مسعود احمد صاحب جہلمی - ربوہ

محترم عبدالرحیم صاحب عرف میاں پولا

مورخہ 2 نومبر 1957ء بروز جمعہ شام کے تقریباً نو بجے حضرت بانی سلسلہ کے ایک پرانے رفیق محترم عبدالرحیم صاحب عرف میاں پولا قریباً 93 سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

موصوف رفقاء کے مبارک زمرہ میں شامل ہیں۔ دنیاوی علوم وفنون سے بہرہ ور نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ بصیرت بخشی کہ انہوں نے آسمان روحانیت کے چاند کو اس وقت دیکھا جبکہ وہ پہلی رات کا تھا اور جبکہ اس کو دیکھنے سے بہت سے عالم فاضل قاصر رہے۔ چنانچہ وہ خود بارہا اپنی زندگی میں اپنی اس خوش بختی کو تحدیث نعمت کے طور پر فخریہ بیان کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے باوجود ان پڑھ ہونے کے مجھے امام (-) کو پہچاننے کی توفیق دی۔ آپ کا آبائی گاؤں موضع بھاگی ننگل قادیان سے کوئی تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور قادیان میں بوجہ سسرال ہونے کے یہاں اکثر آنا جانا تھا..... حضرت بانی سلسلہ کے دعویٰ کی خبر پاکر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور تقریباً 94-1893ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور پھر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا احمدیت پر آپ کا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔ بیعت کے بعد حضرت بانی سلسلہ کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کے لئے فرصت کے دنوں میں فجر کی عبادت کے لئے قادیان پہنچ جاتے اور دن بھر قادیان میں عبادات ادا کرتے اور حضرت بانی سلسلہ کے کلمات طیبات سنتے اور عشاء ادا کرنے کے بعد اپنے گاؤں کو روانہ ہو جاتے۔

ان کے گاؤں میں سوائے ان کے خاندان کے چند گھروں کی ساری کی ساری آبادی سکھوں پر مشتمل تھی۔ اور گاؤں میں کوئی بیت الذکر نہ تھی انہوں نے ابتداء میں تو گھر میں ہی عبادت کے لئے جگہ مخصوص کر لی۔ لیکن بعد میں باہر گاؤں میں بیت الذکر تعمیر کرنی شروع کر دی مخالفین نے تعمیر کو روکنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن انہوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا اور تعمیر کرنے میں کامیاب ہو گئے اس پر مخالفوں نے ان کو گاؤں کے کنوئیں سے پانی لینے کی ممانعت کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیت الذکر میں الگ کنواں بنانے کی توفیق بخشی اور اس طرح ان کی کوششوں کے باعث خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے گاؤں میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور یہ اپنے گاؤں کی جماعت کے پریذیڈنٹ مقرر ہوئے اور 1939ء میں قادیان سے نقل مکانی کرنے تک اس عہدہ پر فائز رہے۔ اس کے علاوہ اپنے گاؤں سے ملحقہ گاؤں موضع لوہ چپ میں جماعت کی داغ بیل ڈالی اور موضع بھی انہی کی زیر امارت رہا ہے۔

موضع جبو والی ضلع امرتسر میں بھی انہی کی تحریک سے بیت تعمیر ہوئی۔ جب یہ ایک شادی پر گئے تو دیکھا کہ اس گاؤں میں بیت الذکر نہ تھی۔ انہوں نے اس گاؤں میں ایک بیت تعمیر کرنے کی تحریک کی اور اس کی تعمیر پر متوقع اخراجات کا نصف خود ادا کیا۔

ان کے گاؤں میں ایک سکھ تھا جس کے ہاں نرینہ اولاد نہ تھی۔ اس نے اپنے دل میں منت مانی کہ اگر حضرت مرزا صاحب اپنے دعاوی میں سچے ہیں تو میرے گھر نرینہ اولاد پیدا ہو۔ اور اگر ایسا ہو جائے تو میں مرزا صاحب کے مریدوں کو جبکہ جلسہ سالانہ پر جاتے ہوں گے گنے کا رس پلاؤں گا۔ اس سکھ نے جب اس منت کا اظہار اپنی بیوی سے کیا تو اس نے سخت مخالفت کی جس کے نتیجہ میں اس کو اسقاط حمل ہو گیا۔ جس کے باعث وہ خائف ہو گئی اور دوبارہ اپنے خاوند سے مل کر وہی منت مانی جس کے نتیجہ میں لڑکا دیا گیا اور انہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حسب وعدہ تمام آنے والے مہمانوں کو گنے کا رس پلایا میاں پولا کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ تھی گاؤں کے لوگوں نے انہیں طعنہ دینا شروع کیا کہ تمہارے مرزا صاحب کی برکت سے سکھ کے گھر تو لڑکا پیدا ہو گیا مگر تمہارے ہاں لڑکا پیدا نہ ہوا۔ اس پر انہوں نے حضرت امام جماعت الثانی سے درخواست دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ایک لڑکا عطا فرمایا۔ آپ نے بھی جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو گنے کا رس پلایا۔

ایک اور واقعہ جو ان کی بزرگان سلسلہ سے محبت و عقیدت کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت امام جماعت الثانی نے جنازہ پڑھانے کے بعد فرمایا کہ ایک بار جبکہ حضرت بانی سلسلہ کسی غرض کے لئے دہلی قیام فرماتے تھے تو وہاں سے حضرت امام اول کو قادیان سے دہلی بلوا بھیجا۔ حضرت امام اول کو جب یہ اطلاع ملی تو آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا یہ حال تھا کہ اطلاع ملتے ہی فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دہلی روانہ ہو گئے روانگی میں جلدی کرتے ہوئے اطاعت کا یہ نمونہ تھا کہ پگڑی بھی راستہ میں چلتے چلتے باندھی۔ جب بٹالہ سٹیشن پر پہنچے تو ٹکٹ خریدنے کے لئے آپ نے جیب دیکھی تو خالی تھی۔ کیونکہ آپ کی عادت تھی کہ اپنے پاس کوئی رقم نہ رکھتے تھے۔ مگر آتے وقت جلدی میں لینا بھی بھول گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کا یہ مقام تھا کہ بڑے اطمینان کے ساتھ فرمانے لگے خیر کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ خود سامان فرما دے گا۔ گاڑی چلنے میں ابھی تھوڑی دیر تھی کہ ایک تحصیل دار صاحب دوڑے دوڑے آئے اور عرض کی کہ آپ نے پہلے بھی میری بیوی کا ایک دفعہ علاج کیا تھا اور وہ اچھی ہو گئی تھی اب پھر سخت بیمار ہے مہربانی فرما کر اسے ذرا دیکھ لیجئے۔ آپ نے فرمایا اب تو گاڑی چلنے میں تھوڑی دیر باقی ہے اور ہم نے اس گاڑی پر سوار ہونا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میں نے اسٹیشن ماسٹر کو کہہ دیا ہے اور وہ پندرہ منٹ تک گاڑی کو لیٹ کر دیں گے اتنی دیر میں ہم واپس آ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکیں گے۔ چنانچہ آپ اس کے ساتھ گئے اور اس کی بیوی کو دیکھ کر نسخہ تجویز کر دیا۔ جب واپس آئے تو تحصیلدار صاحب نے سیکنڈ کلاس کا ٹکٹ بمع ایک سو روپیہ پیش کرتے ہوئے قبول کرنے کی درخواست کی۔ اسی سفر کا واقعہ ہے کہ جب آپ دہلی سے واپس قادیان آئے تو بٹالہ سے قادیان جاتے ہوئے دیر ہو گئی اور رات آ گئی مگر ابھی تک انہوں نے شام کا کھانا نہیں کھایا تھا کہ ساتھی نے عرض کی کہ آپ تو کہا کرتے ہیں کہ ایک وقت کا میرا کھانا خدا تعالیٰ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ رات کا کھانا وہ آپ کو کیسے کھلاتا ہے۔ جب تانگا بٹالہ سے قادیان کو جاتے ہوئے قادیان سے ابھی چند میل کے فاصلہ پر تھا کہ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نوجوان بھاگا آ رہا ہے اس نے آکر عرض کی کہ آپ نے ایک دفعہ میرا علاج کیا تھا اور میں اچھا ہو گیا تھا اور آج مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو میں نے آپ کے لئے کھانا تیار کروایا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو کوئی کھانے کا وقت نہیں اور ہم آپ کو پہچانتے بھی نہیں۔ اس پر اس نوجوان نے عرض کیا۔ میرا نام پولا ہے اور میں نے آپ ہی کے لئے کھانا تیار کروایا ہوا ہے۔ اس پر آپ ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ کئی دیگیں پکوائی ہوئی تھیں۔ آپ نے ہر ایک دیگ میں سے کچھ کچھ چکھا اور بقیہ غرباء میں تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

میاں پولا صاحب مہمان نوازی اور دیگر جماعتی امور میں بہت وسیع الحوصلہ تھے۔ ابتدا میں جبکہ بٹالہ سے قادیان تک آمدورفت کی سہولتیں نہ تھیں۔ راستہ میں مہمانوں کے لئے کافی مقدار میں کھانا وغیرہ تیار کرواتے اور اس کے علاوہ قریبی علاقوں کے مہمان جو گھوڑوں پر آتے ان کے گھوڑوں کو باندھتے اور چارہ ڈالنے کی خدمت بھی سرانجام دیتے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کسیر کی فراہمی میں بھی سالہا سال تک امداد دیتے رہے۔

وفات سے چند دن قبل گرنے کے سبب آپ کو ایک زخم آگیا تھا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ وفات سے ایک دن پہلے آپ کو علاج کے لئے ہسپتال لے جانے کے لئے کہا گیا۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے وہاں لے جا کر میری نعش کو خراب نہ کیا جائے۔ کیونکہ اب میرا آخری وقت ہے۔ اور چارپائی کے داہنی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی ایک لڑکی کا نام لے کر کہا کہ وہ میری سواری کے لئے سفید گھوڑے لائی ہے جو پاس ہی کھڑی ہے۔ اس کے چند گھنٹے بعد اللہ کو پیارے ہو گئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے اور جس طرح انہیں اس دنیا میں حضرت بانی سلسلہ کے رفقاء میں سے ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے اگلے جہان میں بھی حضرت بانی سلسلہ کا قرب نصیب ہو۔ آمین جنازہ حضرت امام جماعت الثانی نے پڑھایا۔ کندھا دینے والوں میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی شامل تھے۔ آپ کو قطعہ رفقاء میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک لڑکا خواجہ عبدالحی صاحب والد خواجہ عبدالمومن حال ناروے ربوہ، چار لڑکیاں اور تیں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

000

لیٹ گندم کی کاشت کیلئے سفارشات

اس سال موسم سرما کی بارشیں وقت سے بہت پہلے شروع ہو گئیں اور درجہ حرارت بہت کم ہو گیا اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اگرچہ بارشوں میں تو کمی ہوئی ہے لیکن درجہ حرارت میں کمی بڑھتی چلی جا رہی ہے جو معمول کے برخلاف ہے۔ اس وجہ سے گندم کی کاشت پر بھی برا اثر پڑا ہے اور بہت سے کاشتکار بھائی اس انتظار میں ہیں کہ حالات بہتر ہوں تو گندم کی کاشت کریں۔ لیکن ایسا کرنے سے دیر بھی ہو سکتی ہے جس کے نتیجہ میں گندم کی پیداوار میں بہت کمی ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

اس ایمرجنسی کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈائریکٹر زراعت (توسیع) لاہور ریجن نے اس سلسلے میں بعض سفارشات پیش کی ہیں جو کہ کاشت کار کے فائدے کے لئے پیش کی جا رہی ہیں۔ امید ہے کاشت کار بھائی ان سفارشات کے مطابق عمل کر کے گندم کی کاشت میں ممد ہوں گے جو نہ صرف خود ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہو گی بلکہ ملکی ضرورت کے پیش نظر بھی از حد ضروری ہے۔

مذکورہ سفارشات مندرجہ ذیل ہیں۔

موجودہ غیر متوقع موسمی حالات میں گندم کی کاشت

گندم کی اگیتی اور درمیانی کاشت کا وقت ختم ہو چکا ہے اور پچھیتی کاشت کا وقت بھی بہت تیزی سے گذرتا جا رہا ہے لیکن ان نامساعد موسمی حالات میں بعض اضلاع کے پیداواری ہدف برائے سال 98-1997ء حاصل ہوتے دکھائی نہیں دیتے لیکن ملکی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان اہداف کو حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ اس سلسلے میں محکمہ زراعت توسیع لاہور ریجن نے وسیع تر ملکی و قومی مفاد کے پیش نظر حکمت عملی تیار کی ہے۔ لہٰذا کاشتکار بھائیوں سے التماس ہے کہ مندرجہ ذیل اہم امور کا خاص خیال رکھیں۔

1- شرح تخم قدرے زیادہ یعنی 60 کلوگرام فی ایکڑ استعمال کریں۔

2- وڈھ وتر میں ترجیحاً روٹاویٹر یا ڈسک ہیرو کی مدد سے زمین کی تیاری کریں اور فی الفور گندم کاشت کریں۔

3- دھان والی یا سیم زدہ زمینیں جو 31- دسمبر تک وتر آتی دکھائی نہ دیتی ہوں ان میں تروتر حالت میں ہی براہ راست بیج کا دھرا چھٹہ کریں۔

4- بیج کو کاشت کرنے سے 8 تا 10 گھنٹے پہلے بھگو کر ہوا لگائیں اور پھپھوندی کش ادویات مثلاً وائٹاویکس، بنلیٹ، ٹاپسن ایم یا ڈیروسال 2 گرام فی کلوگرام بیج لگا کر دھرا چھٹہ کریں۔

5- کھاد بوائی کے وقت ڈالنے کی بجائے پہلے پانی کے ساتھ 2 بوری ڈی اے پی اور نصف بوری یوریا فی ایکڑ کے حساب سے ڈالیں جبکہ بقایا نائٹروجن یعنی ڈیڑھ بوری یوریا دوسرے پانی کے ساتھ ڈالیں۔

6- جن زمینوں میں وتر کم ہو ان کی خشک تیاری کر کے گندم کاشت کریں یا ربیجا تیار شدہ کھیت میں پانی لگا کر چھٹہ کریں۔

7- جن کھیتوں میں کپاس کی فصل ابھی کھڑی ہو اور ان میں جڑی بوٹیاں نہ ہوں تو کھڑی فصل میں پانی لگا کر گندم کی کاشت بذریعہ چھٹہ جلد از جلد مکمل کریں۔

8- جڑی بوٹیوں کی بہرصورت تلفی کریں اس کے لئے گرامینان، آئسو پروٹوران اپر پلان یا ٹالکن وغیرہ پہلے پانی کے بعد تروتر حالت میں سپرے کریں۔

9- محکمہ زراعت کی جملہ سفارشات جو جڑی بوٹیوں کی تلفی، کھاد، آبپاشی اور دیگر کاشتی امور سے متعلقہ ہیں ان پر مکمل طور پر عمل کریں تاکہ بوائی دیر سے ہونے کے باعث متوقع پیداواری کمی سے بچا جا سکے۔

10- اگر خدانخواستہ رقبہ کسی وجہ سے کاشت سے بچ جائے تو اس رقبہ کی کھاد اور دیگر عوامل محکمہ زراعت کی سفارش کردہ مقدار کے مطابق دیگر کاشت کردہ فصلوں میں استعمال کریں۔

نوٹ:- مزید معلومات کے لئے محکمہ زراعت کے نزدیکی عملہ سے رابطہ کریں اور ان کے مشورہ کے مطابق گندم کی کاشت مکمل کریں۔

000

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ زبیدہ خان صاحبہ زوجہ مکرم قریشی صادق احمد صاحب B/77 نیو چوبرجی پارک لاہور۔ نے 67-12-6 کو ربوہ سے وصیت کی تھی۔ 1985ء کے بعد سے موصیہ کا دفتر سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ جس کسی کو ان کے موجودہ ایڈریس کا علم ہو براہ کرم سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ کو مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز-ربوہ)

بقیہ صفحہ 6

لیکن اگر ایسا تمہارے ساتھ ہوا تو میں یقین کر لوں گا کہ ایسا خطرہ ہو سکتا ہے لیکن اس سادگی کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو۔

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود

000

بقیہ صفحہ 3

معلوم ہو گا کہ اس طرز بیان میں بہت ہی گہری سچائی ہے۔ جو لوگ ظن پر مائل ہوتے ہیں وہ شواہد کی تلاش چھوڑ دیتے ہیں۔ جو لوگ شواہد کو فوقیت دیتے ہیں وہ ظن سے اکثر بچے رہتے ہیں۔ مجبور ہو جائیں تو ظن کرتے ہیں ورنہ وہ شواہد کے پیچھے چلتے ہیں، شواہد کی جستجو میں رہتے ہیں۔ تو ظن سے بچنا ایک بنیادی اصول ہے جو قوموں کے لئے بہت ہی فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے اگر وہ اس کی کنہ کو پا جائیں۔

سائنس نے تمام ترقی اس بات پر کی ہے کہ سائنس دانوں نے شواہد کی تلاش کی ہے اور اگر کوئی ظن پیدا ابھی ہوا ہے تو وہ اس کا نام Hypothesis رکھتے ہیں۔ ظن پیدا ہونے کے بعد وہ اس پر انحصار نہیں کرتے بلکہ شواہد کی جستجو شروع کر دیتے ہیں۔ اور جب کسی حد تک اس امر کے شواہد مل جائیں کہ اس ظن کے صحیح ہونے کا امکان ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس کو تھیوری یا نظریہ کا نام دیتے ہیں۔ اور پھر بھی شواہد کی تلاش نہیں چھوڑتے، اور آگے بڑھتے ہیں، زیادہ وسعت نظر سے کام لیتے ہیں، ماضی کے شواہد بھی دیکھتے ہیں، حال کے شواہد کو بھی مدنظر رکھتے ہیں، مستقبل میں تجارب جو رخ اختیار کر سکتے ہیں ان پر بھی نظر ڈالتے ہیں اور جب دیکھتے ہیں کہ ہر لحاظ سے ہر پہلو سے وہ نظریہ درست تھا اور اس کے بدلنے کا کوئی امکان نہیں تو اس کا نام Law رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ سائنس کا قانون ہے۔ اگر اس کے برعکس مشرقی قومیں ظن پر راضی رہنے والی قومیں ہوتیں جیسا کہ مشرق میں بدقسمتی سے یہ بیماری پائی جاتی ہے تو اپنے ظن کے مطابق وہ شواہد کو موڑنے کی کوشش کرتے اور اس طرح سائنس کے میدان میں ترقی نہ کر سکتے۔ جس طرح روحانی دنیا میں گناہ ہوتے ہیں مادی دنیا میں بھی گناہ ہوتے ہیں۔ مادی دنیا میں بھی بعض ظن، سوء بن جاتے ہیں چنانچہ جتنا کیمیاگروں نے مشرق کی دولتوں کو لٹایا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ پھر بھی خاک کے سوا ان کے پلے کچھ بھی نہیں پڑا۔ یہ سب اس گناہ کی پاداش ہے کہ وہ ظن میں مبتلا ہوئے۔ اور بعض ظن جو غلط تھے ان کو درست کرنے کی بجائے وہ اس سے چمٹ کر بیٹھ گئے، اس کی پاداش انہوں نے دیکھی۔ انہوں نے قوموں کو بلندی سے تنزل کی راہ پر اتار دیا الغرض ظن کی عادت بڑی بری چیز ہے (کلام الٰہی) نے اسی لئے یہ نہیں فرمایا کہ برا ظن نہ کرو، فرمایا کہ ظن سے بچنے کی کوشش کرو۔ جہاں تک ممکن ہے جستجو کرو اور حقائق تلاش کرو۔ ظن کے عادی نہ بنو بلکہ حقائق کی جستجو تمہاری عادت ہونی چاہئے۔ اگر ظن تمہاری عادت بن گیا تو پھر لازماً تم بعض بڑے فتنوں میں بھی مبتلا ہو گے اور ان کی پاداش تمہیں بھگتنی پڑے گی۔ بدقسمتی سے مشرقی دنیا میں معاشروں کی تباہی کا ایک بڑا موجب ظن کی کثرت ہے۔

(از خطبہ 19 ستمبر 1986ء)

000

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 27- دسمبر-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 10 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ عدلیہ کا کام سیاست نہیں انصاف فراہم کرنا ہے۔ مصنوعی بحران پیدا کر کے ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے والوں کو عوام اچھی طرح جانتے ہیں۔ اپنے خلاف ہر مقدمہ کا سامنا کروں گا۔ عدلیہ کا کوئی رکن تجاوز کرے تو صرف اس پر حرف آتا ہے۔ اور عدلیہ کی ساکھ بھی متاثر ہوتی ہے۔ اپوزیشن لیڈر ہمیشہ متضاد باتیں کرتی ہیں۔ اربوں روپے ناجائز کما کر کس نے بیرونی بینکوں میں جمع کرائے ہیں؟

○ سرگانہ ریلوے سٹیشن کا پورا عمل معطل کر دیا گیا ہے۔ جہاں دو ٹرینیں ٹکرا گئی تھیں۔ جس کے نتیجہ میں 45 افراد ہلاک اور 70 زخمی ہوئے تھے۔ جاں بحق ہونے والوں کے لئے ایک لاکھ اور زخمیوں کے لئے 25 تا 50 ہزار روپے کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ صدر پاکستان کے عہدے کے لئے مسلم لیگ اور حلیف جماعتوں کے نامزد امیدوار جسٹس (ر) رفیق تارڑ نے صوبہ سرحد سے باقاعدہ انتخابی مہم کا آغاز کر دیا ہے۔ انہوں نے گورنر ہاؤس پشاور میں قبائلی علاقوں سے تعلق رکھنے والے ارکان پارلیمنٹ سے ملاقاتیں کیں اور کہا کہ میں قبائلی علاقوں کی پسماندگی دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

○ جسٹس (ر) رفیق تارڑ کی گورنر ہاؤس پشاور میں ملاقاتوں پر سرحد اسمبلی میں اپوزیشن ارکان نے احتجاج کیا ہے اور انتخاب کے سلسلے میں سرکاری وسائل کے استعمال' ارکان پر دباؤ ڈالنے اور دھاندلی کے الزامات لگائے ہیں۔

○ جمعیت علماء اسلام (ف) کے صدارتی امیدوار مولانا محمد خان شیرانی نے بھی الزام عائد کیا ہے کہ حکمران جماعت کے صدارتی امیدوار سرکاری وسائل استعمال کر رہے ہیں۔ اور اس طرح دوسروں کی حق تلفی کی جا رہی ہے۔ مولانا شیرانی نے بیگم نسیم ولی خان سمیت سرحد اسمبلی کے ارکان سے ملاقات کی۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف کے خلاف توہین عدالت کے مقدمے کی سماعت 20۔ جنوری سے شروع ہو گی۔ اس مقدمے میں سات ارکان پارلیمنٹ بھی ملوث ہیں۔

○ چیئرمین فرینڈز جنرل (ر) مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ ملک میں ایسی جمہوریت ہونی چاہئے جو شہریوں کے حقوق کا تحفظ کرے انہوں نے کہا کہ عدلیہ کو بانٹنے والی جمہوریت ہماری بدنصیبی ہے۔

○ ڈپٹی کمشنر لاہور کی طرف سے دو جوڈیشل مجسٹریٹوں کو کمرے الاٹ نہ کرنے پر وکلاء نے کینٹ کچہری سیل کر دی اور کمروں کو تالے ڈال کر ہڑتال کی۔ نیز جلوس نکالا۔ سارا دن عدالتی کام ٹھپ رہا۔

○ سنٹرل جیل ڈیرہ غازی خان میں لشکر جھنگوی سے تعلق رکھنے والے 5 خطرناک دہشت گردوں کو ان کے 6 مسلح ساتھی چھڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے محافظوں کی آنکھوں میں مرچیں ڈالیں۔ سر پر بٹ مار کر بے ہوش کر دیا اور اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے بیڑیوں سمیت فرار ہوئے مگر پولیس مقابلہ میں 3 گرفتار ہو گئے۔ فرار ہونے والوں میں خانہ فرہنگ ایران کے ڈائریکٹر جنرل آقائے صادق گنجی مقیم لاہور کے قتل میں ملوث ملزمان بھی شامل ہیں ملزموں کا سرغنہ زخمی حالت میں گرفتار۔ 4۔ کلاشنکوفیں اور 6 دستی بم پکڑے گئے۔ مقابلے میں متعدد پولیس والے بھی زخمی ہو گئے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ لغاری پاکستان کو بھارت کا حصہ بنانا چاہتے تھے۔ مگر کیشن نواز نے لے لیا۔ قائداعظم کی مسلم لیگ نے پاکستان بنایا لیکن نواز شریف کی مسلم لیگ دوبارہ بھارت میں شامل کر رہی ہے ریلوے بھارتی سرمایہ کاروں کو فروخت کرنے کا منصوبہ بنا لیا گیا ہے۔ متعدد صنعتوں کے حصص بھی بھارتی سرمایہ کاروں کو فروخت کر دیئے جائیں گے۔

○ بانی پاکستان کے یوم ولادت پر ان کی بھتیجی شیریں بائی بنت جان محمد پونجا نے اپنے بیٹے اسلم اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ مزار قائداعظم پر حاضری دی۔

○ تحریک منہاج القرآن اور پاکستان عوامی تحریک کے قائد پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ پارلیمنٹ لیٹروں اور حرام خوروں کا اڈا ہے سرعام توہین کرتا ہوں۔ قیام پاکستان سے اب تک حکمرانی کرنے والے تمام لوگ جھوٹے۔ عیار اور مکار ہیں۔ ان حکمرانوں کے خلاف تحریک چلائیں گے۔ موجودہ پارلیمنٹ ناپاک اور غلاموں کا ادارہ ہے۔ احتساب سے بچنے کے لئے سپریم کورٹ پر حملہ کیا گیا۔ عدلیہ اور آئین کے تحفظ کے لئے جنگ لڑنے والے جسٹس سجاد علی شاہ کو سلام پیش کرتا ہوں۔ ہم انہیں چیف جسٹس مانتے ہیں۔ جلد مال روڈ پر ہم انہیں ایوارڈ دیں گے۔

○ روزنامہ پاکستان کی ایک رپورٹ کے مطابق 1997ء محکمہ تعلیم کے لئے کرپشن کا سال رہا ہے۔ جس میں تین سو سے زائد جعلی بھرتیاں ہوئیں۔ 64 آسامیوں پر 114 افراد کے تقرر اور ستمبر میں ایک مُردے کو ہیڈ ماسٹر لگانے کا کارنامہ سرانجام دیا گیا۔ جون میں مڈل سے ماسٹر ڈگری تک طلبہ کی فیسوں میں 25% اضافہ کیا گیا۔ علامہ اقبال میڈیکل کالج۔ پنجاب یونیورسٹی اور انجینئرنگ یونیورسٹی میں سینکڑوں طلبہ کے جعلی اسناد پر داخلہ کا انکشاف ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی کے اہلکاروں نے نذرانہ لے کر جعلی اسناد دستخطوں کے لئے گورنر کو بھجوا دیں۔ فنی بورڈ نے 200 فیل طلبہ کو ڈگریاں دے کر انجینئر بنا دیا۔

○ بی بی سی نے اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ پاکستان میں 1997ء میں اشیاء خورد و نوش میں 50 فیصد ہوا ہے۔ لیگی حکومت کے اقتدار میں آنے کے 4 ہفتوں بعد ہی ملک میں آٹے کا شدید بحران پیدا ہو گیا تھا۔ نواز شریف کے پہلے دور اور بے نظیر کے تین سالوں کی نسبت 97ء میں 20 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

○ مردم شماری ڈویژن نے مارچ 98ء کی مجوزہ مردم شماری کو طے شدہ عالمی اصولوں کے منافی قرار دیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ان حالات میں کرائی جانے والی مردم شماری اقوام متحدہ اور متعلقہ بین الاقوامی اداروں کے قابل قبول نہیں ہو گی۔ طے شدہ اصولوں کے مطابق مردم شماری سے 3 ماہ پہلے کوئی سرگرمی نہیں ہونی چاہئے۔ جبکہ پاکستان میں فروری میں بلدیاتی انتخابات کروائے جا رہے ہیں۔ سندھ اور بلوچستان کھلم کھلا مخالفت کر رہے ہیں۔

○ شمالی افغانستان میں شدید لڑائی جاری ہے۔ درجنوں ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں۔ طالبان فوج نے کئی دیہات پر قبضہ کرنے کے بعد بدخشان کا محاصرہ کر لیا ہے۔

○ میکسکو میں جدید ہتھیاروں سے لیس قریباً 45 افراد نے کرسمس منانے والوں پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے 46 افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ انڈونیشیا میں 500 مسلمانوں کے ہجوم نے پتھروں اور لوہے کی سلاخوں سے ایک گرجا گھر کو مسمار کر دیا ہے۔

○ بھارتی فوج نے 11 کشمیری مجاہدین کو گولی مار کر شہید کر دیا ہے۔

○ جھنگ میں دھند کے باعث بس ٹرالے سے ٹکرا گئی۔ 4۔ افراد ہلاک اور 5 زخمی ہو گئے۔ بس لیہ سے لاہور جا رہی تھی حادثہ گڑھ مہاراجہ اٹھارہ ہزاری روڈ پر ہوا۔ میلو آنہ جھنگ روڈ پر کوچ اور ٹرک میں تصادم کے نتیجہ میں ٹرک ڈرائیور ہلاک اور 6 زخمی ہو گئے۔

○ نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے بتایا ہے کہ موٹر وے 10 لاکھ روزانہ کمانے لگی ہے۔ 9 ہزار گاڑیاں ہر روز گزرتی ہیں۔ رفتار کی نگرانی کے لئے کیمرے 6 ماہ تک نصب کر دیئے جائیں گے۔ طبی امداد کے لئے ہیلی کاپٹر کی فراہمی کے لئے مختلف فرموں سے مذاکرات جاری ہیں۔

○ پنجاب یونیورسٹی اور ملحقہ کالج 26 سے 3۔ جنوری تک بند رہیں گے۔

○ پنجاب میں ان دنوں جاری سخت سرد موسم اور دھند کے باعث معمولات زندگی متاثر ہو رہے ہیں فصلوں کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے موسم میں یہ تغیر گذشتہ 24 برس بعد دیکھنے میں آیا ہے۔ قبل ازیں یہ صورتحال 73ء میں پیدا ہوئی تھی۔ جب سیلاب کے بعد موسم سرما میں پنجاب شدید ٹھنڈ اور دھند کی لپیٹ میں آگیا تھا۔ اس مرتبہ اکتوبر اور نومبر میں غیر معمولی بارشیں ہوئیں۔

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان: 212515 رہائش: 212300

BABY TONIC
کمزور بچے سے
بفضلہ تعالیٰ صحت مند ہو جاتے ہیں
کیور ویل میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ربوہ
فون: 213156 / 771 فیکس 212299

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا — ۲۰ گرام ۳۰/-، ۴۰ گرام ۹۰/-، ۱۰۰ گرام ۱۵۰/- روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۲۵۰/-
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

تبادلہ پلاٹس
سرگودھا شہر سے سکنی و کمرشل پلاٹس کے تبادلہ میں ربوہ • اسلام آباد • راولپنڈی میں زرعی، سکنی و کمرشل پلاٹس درکار ہیں۔
رابطہ:-
• سرگودھا: فخر اسٹیٹ ایجنسی - فخر احمد
موبائل: 212464/0341-750609
• راولپنڈی۔ اسلام آباد:
لیڈرز محمد احمد خان
فون دفتر 553388 رہائش 593883
• ربوہ: پولٹری ماسٹر خالد - زاہد
فون دفتر: 213115